مطالعہ ختم نبوت

لاہور

7 SEPTEMBER

Historical Day

قائدین حرکت ختم نبوت کو سلام
سب شہیدوں، غازیوں، اہل اسارت کو سلام
سب سے پہلے فاتح جنگ یمامہ کو خراج
حضرت صدیق اکبر کی صداقت کو سلام
بعد ازاں نواب الدین سکھوی، مداحی کو داد
جس نے کی تائید ان کی اس عدالت کو سلام
جسٹس اکبر کی حمیت اور غیرت کو سلام
اور بہاولپور کی ہوشی ریاست کو سلام
وہ کتابیں جس نے لکھیں مرزے کی تردید میں
اس امام اہلسنت اعلیحضرت کو سلام
جس نے مرزے کو کہا "غدار ملک وقوم ہے"
شاعر مشرق حکیم پاک امت کو سلام
جن کے ذوالفقار ہو غارت گر فتنہ ہوئی
پھر تحریک عوامی کی اس قیادت کو سلام
الغرض ہر ایک چھوٹے اور بڑے کردار کو
پیش کرتا ہے سعیدی اہلسنت کو سلام

سہ ماہی

مطالعہ ختم نبوۃ

لاہور

جلد: اوّل...... شمارہ: اوّل...... ستمبر 2012ء

بیاد

خلیفہ اوّل حضرت سیدنا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بفیضانِ نظر

حضرت داتا گنج بخش

علی بن عثمان

ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اسلام فاؤنڈیشن

پوسٹ بکس 2206 لاہور اسلامی جمہوریہ پاکستان

رابطہ گلزار نیازی دارالکتابت شیخ ہندی سٹریٹ دربار مارکیٹ لاہور

0333-4330982

فہرست

زبانِ مصطفیٰ وحیِ خدا	علامہ سید فیض عباس بخاری	3
۷ ستمبر تاریخ پاکستان کا روشن دن	علامہ پیر سید واجد علی گیلانی	11
قادیانیوں کو کافر قرار دینے میں بہاولپور کی خدمات	مسز نجمہ رحیم یار عباسی	15
پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ	ظہیر الدین اظہر نقشبندی جماعتی دہلوی (مرحوم)	18
کھاریاں میں قادیانیوں کے "بیت الکفر" سے مینار ہٹانے اور دیگر شعائرِ اسلامی محفوظ کروانے کی روئیداد	مفتی محمد یونس نظامی	19
خلیفۂ امیرِ ملت قائدِ کشمیر مجاہدِ ختمِ نبوت چودھری غلام عباس رحمہ اللہ	صلاح الدین سعیدی	24
تبصرۂ کتب	تبصرہ نگار: محمد احمد ترازی	28



زبانِ مصطفیٰ وحیِ خدا

علامہ سید فیض عباس بخاری

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

حضور نبیٔ کریم ﷺ کی زبانِ دُرفشاں کو یہ مقام اور حیثیت حاصل ہے کہ جو کچھ بھی اس پہ جاری ہوتا ہے اس کا محرک نفس نہیں ہوتا ہے بلکہ امرِ الٰہی ہوتا ہے۔ یعنی وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے جب بھی بولتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی وحی سے بولتے ہیں اور اس تابندہ حقیقت کو قرآنِ عزیز میں اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم: ۳،۴)

"اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے۔ نہیں ہوتا ان کا فرمانا مگر وحی جو (ان کی طرف) کی جاتی ہے۔"

ان آیاتِ قرآنی اور ارشاداتِ ربانی سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ حضور اقدس ﷺ کبھی بھی اپنی ذاتی خواہش سے گلِ قدس کی پتیوں یعنی مبارک لبوں کو جنبش نہیں دیتے بلکہ جب بھی لبہائے مبارک حرکت میں آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی وحی اور اس کے حکم سے آتے ہیں۔ وہ جو کچھ بلواتا ہے وہی آپ بول دیتے ہیں۔ گویا کہ زبان آپ کی ہوتی ہے فرمان ربِ تعالیٰ کا جاری ہوتا ہے۔ دہن مبارک آپ کا ہوتا ہے اس سے وحی کے انمول موتی خدا نمودار فرماتا ہے۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

حضور محبوبِ خدا ﷺ کا کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کو اس طرح بھی ثابت کیا جا سکتا ہے کہ جب ایک عارفِ کامل اپنی تمام تر ذاتی خواہشوں اور ارادوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کر دیتا ہے اور فنا فی اللہ کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے تو

پھر عالم یہ ہوتا ہے کہ اس کی اپنی خواہشوں کا وجود باقی نہیں رہتا۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، سننا اور بولنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔ اس کے تمام اعضاء و جوارح پر اللہ تعالیٰ کی رضا و منشاء کا غلبہ اور حکمرانی ہوتی ہے۔ اب اُس کی سماعت سماعتِ خداوندی کا مظہر، اس کی بصارت بصارتِ الٰہی کی آئینہ دار اور اس کا کلام کلامِ ربانی کا مرقع ہوتا ہے۔

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور اس بات کی تائید ایک مشہور حدیثِ قدسی سے ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ جب کوئی بندہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل سے مزید میرا قرب حاصل کر لیتا ہے تو یہاں تک کہ میں اسے درجہ محبوبیّت پر فائز کر دیتا ہوں جب وہ میرے مقامِ محبت تک پہنچ جاتا ہے۔ کنت لہٗ سَمْعًا وَ بَصَرًا وَلِسَانًا وَ قَلْبًا میں اس کا کان، آنکھ اور زبان بن جاتا ہوں وہ میرے ذریعے سے سنتا، دیکھتا اور بولتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر نہ سنتا ہے اور نہ ہی دیکھتا اور بولتا ہے۔ تو جب ایک عارف کامل کی زبان کی یہ شان ہے کہ اس کی زبان بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہیں کھلتی تو پھر جن کے طفیل ایک عارف باللہ کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے ان کی زبان اقدس کی کیا عظمت ہوگی؟ اور جو مقام قُرب و محبت کے ارفع و اعلیٰ درجہ پر متمکن ہیں اُن کی زبانِ حق بیان اپنی ذاتی خواہش سے متحرک ہو سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ لہٰذا اس گفتگو سے بھی واضح ہو گیا کہ حضور سید عالم ﷺ جب بھی بولتے ہیں اللہ تعالیٰ کی وحی اور مرضی سے بولتے ہیں۔

وحی کی دو قسمیں

سورۃ النجم کی زیرِ نظر آیت کے تحت علماء مفسرین فرماتے ہیں کہ **ھُوَ** کا مرجع صرف قرآن کریم نہیں بلکہ قرآنِ کریم اور جو بات حضور علیہ السلام کی زبانِ فیض ترجمان سے نکلتی ہے وہ سب وحی ہے۔ وحی کی دو قسمیں ہیں، جب معانی اور کلمات سب منزل من اللہ ہوں اسے وحی جلی یا وحی متلوّ (جس کی نماز میں تلاوت کی جائے)

کہتے ہیں جو قرآن کریم کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اور جب معانی کا نزول تو من جانب اللہ ہو لیکن ان کو الفاظ کا جامہ حضور اقدس ﷺ نے خود پہنایا ہو اسے وحی خفی یا وحی غیر متلوّ کہا جاتا ہے جیسے احادیثِ طیبہ۔ (بحوالہ ضیاء القرآن)

قرآن مجید کے علاوہ وحی

استاذی المکرم غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قُدس سرّہٗ اپنے ایک فکر انگیز مقالے بعنوان "حجیت حدیث" میں وما ینطق عن الھوٰی کے تحت رقم طراز ہیں:

"اس آیت میں نطق رسول کو وحی میں منحصر کیا گیا ہے اور لفظ "ینطق" اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں صرف قرآن نہیں بلکہ حدیث بھی مراد ہے کیونکہ صرف قرآن کے لیے تلاوت یا قرأۃ کا لفظ مخصوص ہے اس آیت میں "وَمَا يَنْطِقُ" فرما کر واضح فرما دیا کہ وحی سے محض قرآن مراد نہیں بلکہ ایسے عام معنی مراد ہیں جو سنت کو بھی شامل ہیں۔"

استاذی المکرم علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اسی اپنے علمی اور تحقیقی مقالے میں کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

"کلام الٰہی کو غور سے دیکھئے آپ کو ایسی روشن آیات ملیں گی جن سے الفاظ قرآن کے علاوہ بھی وحی کا ثبوت ملتا ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں ہے:

واذا سر النبی الٰی بعض ازواجہ حدیثا۔ (الآیہ)

نبی کریم ﷺ نے اپنی کسی زوجہ مطہرہ سے ایک راز کی بات فرمائی۔ جس کو انہوں نے افشاء کر دیا۔

وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر اس بات کو ظاہر فرما دیا (کہ آپ کی بیوی نے آپ کا راز فاش کر دیا ہے) اللہ تعالیٰ کے اظہار کے بعد حضور ﷺ نے اس پاک بیوی سے فرمایا کہ تم نے فلاں بات کی اطلاع دوسری بیوی کو دے کر ہمارا راز کھول دیا۔ حالانکہ تمہیں منع بھی کر دیا تھا وہ متعجب ہو کر کہنے لگیں آپ کو کس نے

بتایا؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ؀۳

مجھے خدائے علیم وخبیر نے بتایا ہے۔ (سورۂ تحریم)

اب سارے قرآن کو پڑھ جائیے۔ یہ تو آپ کو ملے گا کہ و اظھرہٗ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نبی کریم ﷺ پر ظاہر فرمادیا۔ لیکن وہ کیا بات تھی اور کن لفظوں میں اس بات کو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر ظاہر فرمادیا۔ قرآن پاک میں یہ بات آپ کو کہیں نہ ملے گی۔ ثابت ہوا کہ الفاظ قرآن کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ پر وحی فرماتا ہے۔''

زبانِ مصطفیٰ سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا

بلاشبہ زبانِ مصطفیٰ پر جو کچھ جاری ہوتا ہے وہ سراسر حق ہوتا ہے۔ حق کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اس تابندہ حقیقت کو حضور صادق الامین ﷺ نے خود بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کُنْتُ اَکْتُبُ کُلَّ شی اسمعه من رسول اللهِ ارید حِفظه فَنَهَتْنِی قُرِیش فقالوا انك تكتب كل شيئٍ تسمعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم و رسول الله صلى الله عليه وسلم بشر يتكلّم فى الغضب والرضا۔ فامسكت عن الكتابة فذكرت ذٰلك اِلٰى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاوماء باصبعهٖ اِلٰى فيه فقال اُكْتُبْ فوالذى نفسى بيدهٖ ما يخرج منه الاحقٌ۔

''میں رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے جو لفظ سنتا تھا اسے لکھ لیا کرتا تھا۔ اس ارادہ سے کہ اسے حفظ کر دوں گا۔ لیکن قریش کے چند لوگوں نے مجھے ایسا کرنے سے روکا۔ اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے ہر سنی ہوئی بات قلم بند کر لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ تو بشر ہیں کبھی وہ

غصے میں بات فرماتے ہیں اور کبھی رضا میں۔ قریش کی اس بات سے متاثر ہو کر میں حدیث لکھنے سے رک گیا۔ پھر میں نے اس بات کا ذکر بارگاہِ رسالت میں کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ! جو کچھ بھی مجھ سے سنو سب کچھ لکھ لیا کرو اور اپنی مبارک انگلی سے اپنے دہن اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اس ذات اقدس کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میرے اس دہن اور زبان سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔'' (ابوداؤد)

اس حدیث مبارک سے یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ زبانِ مصطفیٰ ﷺ وہ مقام رکھتی ہے کہ اس سے جو لفظ بھی نکلے وہ بلا چوں و چرا ضبط تحریر میں لانے کے قابل ہے کیونکہ آپ کی ہر حدیث کا محرک ذاتی خواہش کا جذبہ نہیں بلکہ صرف اور صرف حق ہے۔ یہی وجہ ہے جب بھی بولتے ہیں حق ہی بولتے ہیں۔ چاہے جلال کے عالم میں تکلم فرمائیں یا جمال کے عالم میں کسی حال میں حق سے اعراض ممکن نہیں۔ کیونکہ آپ کا جلال بھی حق کے لیے ہے اور خوشی بھی حق کے لیے کسی سے محبت بھی حق کے لیے ہے اور عداوت بھی حق کے لیے۔ اس میں ذرہ برابر ذاتی خواہش کا دخل نہیں۔

مندرجہ بالا حدیث سے عیاں ہوا کہ صحابہ کرام میں حدیث رسول ﷺ سننے، لکھنے اور اسے یاد کرنے کا عام شوق تھا اور اس کے لیے اپنی بساط کے مطابق بھرپور کوشش کرتے تھے اور پھر حضور اقدس ﷺ کا یہ فرمادینا کہ ''اُکْتُبْ ضرور لکھا کرو (جو کچھ بھی سنو) ان کے اس جذبہ کتابت کی مزید حوصلہ افزائی فرماتا ہے اور پھر لکھنے کے حکم کی علت بھی (ما یخرج منه الا الحق کہ اس زبان سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا) بیان کر کے ان کے شوق کو اور جلا بخشی اور کتابت حدیث کی مزید تحریص وترغیب دلائی۔

بہرکیف اس حدیث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ کتابت حدیث کا کام حضور اقدس ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں شروع ہو چکا تھا اور

پھر یہی کام آگے چل کر تدوین حدیث کی اساس و بنیاد بنا۔

زبانِ مصطفی اور قانونِ خدا

لاریب یہی وہ زبان اقدس ہے جس سے نکلنے والا ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ قانونِ خدا ٹھہرا۔ جہاں ''ہاں'' اور ''نہیں'' کہہ دیا شریعت بن گئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج کرو۔ ایک شخص (اقرع بن حابس) نے سوال کیا کیا ہر سال؟ یارسول اللہ! یہ سن کر نبی کریم ﷺ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے اس سوال کا تین مرتبہ اعادہ کیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ۔

''اگر میں (اس سوال کے جواب میں) ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج لازم ہو جاتا۔ جو تمہاری استطاعت سے باہر ہوتا۔''

پھر آپ نے فرمایا جس بات سے میں صرفِ نظر کروں تو تم بھی اس پہ اصرار نہ کرو یقیناً تم سے پہلے لوگ سوالات کی کثرت اور اپنے نبیوں سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ (فرمایا)

فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ۔

''جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بقدر طاقت عمل کرو۔ اور جب کسی بات سے منع کروں تو اس سے رک جاؤ۔'' (مسلم)

اس حدیثِ مبارک کے ایک ایک لفظ سے زبانِ مصطفی ﷺ کی مقننانہ اور شارعانہ حیثیت اجاگر ہو رہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زبانِ مصطفی ﷺ کو یہ اعزاز و اختیار بخشا ہے کہ اس سے جو لفظ اور جملہ نکلے اسے قانونی حیثیت حاصل ہے۔ اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ جس بات کے کرنے کا حکم دیں اسے عملی جامہ پہنانا ضروری اور جس سے منع فرمائیں اس سے بچنا لازم۔ اور اس کی تائید و توثیق قرآن حکیم میں اللہ

تعالیٰ یوں فرماتا ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر:۷)

''اور رسول (ﷺ) جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں رک جاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

جب یہ آیت مجیدہ بطور حوالہ سامنے آگئی ہے تو کچھ اس کے حوالے سے گفتگو ہو جائے۔ اس آیت میں لفظ ''ما'' قابل غور ہے۔ جو عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی اس لفظ سے جہاں کتاب اللہ مراد ہے وہاں حدیث رسول اللہ بھی مراد ہے۔ اس آیت مجیدہ کے تحت استاذی المکرم حجۃ الاسلام حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو:

''اس آیت کریمہ میں لفظ ما کا عموم اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہاں صرف کتاب اللہ مراد نہیں بلکہ ہر وہ چیز مراد ہے جو رسول ہونے کی حیثیت سے اللہ کا رسول ﷺ اُمت کو عطا فرمائے جس میں وہ تمام اقوال و افعال اور احوال شامل ہیں جو کتاب اللہ کی تفسیر اور مراد الٰہی کے بیان کے ضمن میں حضور ﷺ سے صادر ہوئے۔ انہیں کو لینے کا حکم اس آیت کریمہ میں پایا جاتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سب کچھ حجت شرعیہ ہے جو بحیثیت رسول ہونے کے خدا کے رسول نے اپنی امت کو دی اور حدیث اس میں شامل ہے اس لیے یہ آیت حجیت حدیث کی روشن دلیل ہے۔'' (ماخوذ مقالہ حجیت حدیث: از علامہ کاظمی قدس سرہ)

اور پھر اللہ تعالیٰ نے واتقو اللہ (اللہ سے ڈرو) کا اضافہ فرما کر واضح کر دیا کہ اے لوگو! جو کچھ میرے رسولِ کریم ﷺ عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں فوراً رک جاؤ۔ اور ان کے دینے اور منع فرمانے کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اگر تم اس پر چیں بجبیں ہوئے، پس و پیش سے کام لیا تو پھر

یادرکھو اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔ اس کی گرفت سے نہیں بچ سکو گے۔ اس آیت مجیدہ سے ''منکرینِ حدیث'' عبرت حاصل کریں جو حدیث رسول ﷺ پر بے سروپا اور بیہودہ اعتراضات کر کے انکارِ حدیث کے فتنہ کو پھیلا رہے ہیں اور ''درسِ قرآن'' کی آڑ میں اپنے باطل نظریات کو عام کرنے کی مذموم کوشش میں مصروف ہیں۔ ان شاء اللہ جو اللہ کے بندے حضور نبی کریم ﷺ کے امتی ہیں اور آپ کی صداقت و حقانیت پر صدقِ دل سے ایمان رکھنے والے ہیں اور آپ کے ارشاداتِ عالیہ کی مخالفت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں وہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں (منکرینِ حدیث) کے بہکاوے میں آ کر انکارِ حدیث کے مرتکب نہیں ہوں گے۔ اپنی عاقبت برباد نہیں کریں گے، بلکہ ایسی محفلوں سے خود بھی بچیں گے اور اپنے اہل و عیال دوست و احباب کو بھی بچائیں گے۔ میرا تو ایمان ہے جن کے سینے میں خدا کا خوف اور محبتِ رسول ﷺ کا چراغ روشن ہے تو انہیں منکرینِ حدیث کی غوغا آرائیاں راہِ حق سے نہیں بھٹکا سکتیں ان کے لیے یہ انکارِ حدیث کا فتنہ کوئی نیا نہیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز — چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

بحمدہ اللہ تعالیٰ حدیثِ مصطفوی کا چراغ پوری آب و تاب سے فروزاں ہے اور فروزاں رہے گا۔ شرارِ بولہبی (فتنہ انکارِ حدیث) اس کی روشنی اور نورانیت میں کچھ بھی کمی نہیں کر سکے گا۔ منکرینِ حدیث اس چراغ کو اپنے انکار کے پھونکوں سے بجھانے کی لاکھ کوشش کریں ان شاء اللہ وہ خود بجھ جائیں گے۔

ایمان کا تقاضا ہے کہ جہاں کہیں بھی ایسا فتنہ پھیل رہا ہے تو وہاں فکری، علمی اور عملی ہر لحاظ سے کوشش بروئے کار لائی جائے۔ تا کہ یہ فتنہ اپنی تمام تر فتنہ سامانیوں کے ساتھ دفن ہو جائے۔ اور ہم بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو منہ دکھانے کے قابل ہو جائیں۔



۷ ستمبر تاریخ پاکستان کا روشن دن

تحریر: حضرت علامہ پیر سید واجد علی گیلانی

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ۴ بجے قومی اسمبلی کے اجلاس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے آئین میں ترمیم منظور کی گئی اور پھر اسی روز ۸ بجے شب سینٹ نے اس کی توثیق کر دی اور اس طرح قادیانیوں کا غیر مسلم ہونا پاکستان کے آئین کا حصہ بن گیا۔

اس قرارداد کی منظوری کے لیے علماء و عشاقانِ مصطفیٰ کو قدم قدم پر جن جانگسل مراحل سے گزرنا پڑا وہ تاریخ کا حصہ ہیں اور عشاقانِ مصطفیٰ اس منزل پر خار سے جس طرح گزرے وہ تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں کم و بیش ۱۰ ہزار افراد نے لاہور میں اپنے سینوں پر گولیاں کھائیں اور ہزاروں افراد پابند سلاسل رہے حتیٰ کہ سزائے موت کی کال کوٹھریوں میں بھی گئے لیکن ان کے جذبہ عشقِ رسول میں کمی نہ آئی اور صعوبتیں پریشانیاں اور سزائیں ان کے جذبہ فداکاری کو ختم نہ کر سکیں۔ ہوا یوں کہ ۲۲ مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر (ربوہ) کے ریلوے اسٹیشن پر ''حضور نبی کریم ﷺ کے مقام و مرتبے کے تحفظ اور ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعرے لگائے گئے تو ربوہ کے کفار نے نعرے لگانے والے نہتے نوجوانانِ اسلام پر حملہ کر دیا کسی کے سر پر چوٹ لگی تو کسی کے بازو ٹوٹ گئے غرض یہ کہ بہیمانہ تشدد سے درجنوں طلبہ شدید زخمی ہو گئے۔ طلباء کا خون رنگ لے آیا اور قادیانیت کے خلاف ملک بھر میں لاوا پھٹ پڑا جگہ جگہ جلسے اور جلوس ہونے لگے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لیے تحریک زور پکڑ گئی اور جذبہ عشقِ رسول کی خوشبو نے ہر ذہن کو مہکا دیا عشق و محبت کی چنگاری شعلہ بن کر بھڑک اٹھی چناب نگر کے علاقہ میں خانہ جنگی کی صورت حال پیدا ہو گئی۔

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے معاملے کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے کہا

کہ یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں پیش کر دیا جائے وہ جو فیصلہ کرے گی وہ مجھے اور پوری قوم کو قبول ہوگا لہٰذا یہ مسئلہ ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو ۲ قراردادوں کی شکل میں پیش کر دیا گیا ایک قرارداد اس وقت کے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ اور دوسری قرارداد قائد ملت اسلامیہ مولانا امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۲/افراد کے دستخطوں کے ساتھ (بعد میں دستخطوں کی تعداد ۳۷ ہوگئی) پیش کی۔ قرارداد کے پیش کرنے اور اس کی منظوری تک جمعیت علماء پاکستان نے شاندار ملک گیر تحریک چلائی اور جگہ جگہ جلسے منعقد کیے لاہور، کراچی، بہاولپور، فیصل آباد، سرگودھا، حیدرآباد، گجرات، ملتان، گوجرانوالہ، خان پور، اوکاڑہ، مریدکے، قصور، میانوالی، ڈسکہ اور دیگر چھوٹے بڑے شہروں میں سینکڑوں جلسے جلوس اور مظاہرے کیے گئے جن میں لوگوں نے بھرپور شرکت کر کے اپنی رائے کا اظہار کر دیا تحریک کے شبانہ روز سرگرمیوں کا اندازہ صرف اس ایک بات سے ہی لگایا جا سکتا ہے کہ صرف قائد ملت اسلامیہ نے اس دوران قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کے اجلاسوں میں بھی پوری ذمہ داری سے شرکت فرمائی اور تقریباً ۱۵۰/شہروں، قصبوں اور دیہات میں عام جلسوں سے خطاب فرمایا اسی طرح دیگر علماء و قائدین نے اپنے اپنے شہروں میں جلسے جلوس منعقد کر کے لوگوں کو تحریک کے لیے تیار کیا جس نے اہل پاکستان کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا اور حکومت نہ چاہتے ہوئے بھی جمعیت علماء پاکستان اور دیگر دینی جماعتوں کے مطالبے کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئی۔

بہرحال اسمبلی کے اندر اور باہر علماء اہل سنت اور عوام اہل سنت بھرپور کردار ادا کرتے رہے اور ان کی کاوشوں کوششوں اور اخلاص کی وجہ سے تحریک کا مشن کامیاب ہوا اور قادیانیوں کا غیر مسلم ہونا آئین پاکستان کا حصہ بن گیا۔

۱۹۷۴ء کی داستان عزیمت اپنی جگہ مگر علماء اہل سنت شروع دن سے ہی قادیانیت کا ناطقہ بند کرنے میں مصروف رہے بھارت کے ضلع گورداسپور کے گاؤں قادیان مرزا غلام قادیانی نے جس دن دعوی نبوت کیا اس کے تیسرے دن مجاہد امت محمدیہ حضرت علامہ مولانا نواب الدین ستکوہی نے مرزا قادیانی کے معبد جسے

اس نے مسجد اقصیٰ کا نام دے رکھا تھا میں مناظرہ کیا اور مرزا کو لاجواب کر دیا لہٰذا تاریخ گواہ ہے کہ علماء اہل سنت نے رد قادیانیت کا شروع دن سے نہ صرف محاسبہ کیا بلکہ سخت مقاطعہ کیا۔ اکابرین اہل سنت جو اس قافلہ خوش نصیباں کے سرخیل رہے ان میں حضرت مولانا امام الشاہ احمد رضا خاں بریلوی، حضرت علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری، حضرت علامہ الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی، مجاہد تحریک مولانا عبدالحامد بدایونی، شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی، شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی، قائد ملت اسلامیہ امام الشاہ احمد نورانی، مجاہد ملت عبد الستار خان نیازی رحمہم اللہ و دیگر شامل ہیں۔

قادیانیوں نے جو وار دین حنیف پر کیا تھا علماء اہلسنت نے اس کا بھرپور سد باب کیا اور وطن عزیز کے خلاف سازشوں والے بھی بروقت مطلع کیا قادیانی جو سانحہ مشرقی پاکستان کا مرکزی کردار تھے اور انہوں نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں کلیدی کردار ادا کیا اس کا بروقت ثبوت مولانا امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے حکمرانوں کو دیا اور کھلے عام جلسوں میں بھی تقاریر کے ذریعے بیان کرتے رہے اور اپنے انٹرویوز میں بھی اس کا کھل کر اظہار کرتے رہے اسی طرح مرزائیوں نے صوبہ بلوچستان پر قبضہ کرنے کے لیے ایک خوفناک منصوبہ تیار کیا اور ایک باضابطہ سازش کے ذریعے ہر ڈیپارٹمنٹ میں کلیدی آسامیوں پر قبضہ کرنے کے لیے اپنے آدمی مقرر کیے حتیٰ کہ بشیر الدین قادیانی نے اس امر کا شکوہ کیا کہ ''آج کل ہمارا ہر نوجوان ملٹری کا رخ کرتا ہے ملٹری میں ہماری خاصی تعداد قابض ہو چکی ہے اب ہمیں دوسرے شعبوں کی طرف رخ کرنا چاہیے'' اور پھر اس ٹولے کی جارحیت یہاں تک بڑھ گئی کہ انہوں نے دینی جماعتوں کے سربراہوں کے نام لے کر انہیں نیست و نابود کرنے کا اعلان کیا اس طرح ایک پبلک جلسہ میں چوہدری ظفر اللہ نے فولادی جیکٹ پہن کر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''ہماری کامیابی کی منزل اب قریب آ چکی ہے ہمارے مخالفین نہایت قلیل مدت میں برباد ہو جائیں گے'' یقیناً اس قسم کے عزائم رکھنے والے لوگوں سے ملک وملت کے لیے خیر کی توقع نہیں رکھی جا سکتی لہٰذا

حکومت پاکستان کو چاہیے کہ قادیانیوں کو فوراً کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے ان کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور انہیں شعائر اسلام استعمال کرنے سے روکا جائے کیونکہ مرض کا جلد علاج کر لیا جائے تو وہ قابل اصلاح ہوتا ہے اگر دیر ہو جائے تو وہ لا علاج ہو جاتا ہے اگر اہل اقتدار حضرت امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں پر کان دھرتے تو سانحہ مشرقی پاکستان کبھی پیش نہ آتا اور آج مشرقی ومغربی پاکستان اکٹھے دنیا کے نقشے پر سب سے بڑی اسلامی مملکت ہوتے آج بھی مقام غور ہے جس طرح کبھی قادیانی بڑھنے کے لیے ماحول فراہم نہ کیا جاتا تو آج یہ بھی ملک کا مسئلہ بن کر تباہی و بربادی نہ پھیلا رہا ہوتا۔



برادرِ محترم علامہ صلاح الدین سعیدی صاحب مدظلہ العالی نے یہ مژدۂ جاں فزا سنایا کہ الحمد للہ تعالیٰ سہ ماہی مطالعہ ختم نبوت کا اجراء کر رہے ہیں، سُن کر فرحت وخوشی ہوئی واقعتاً ختم نبوت کا محاذ اس امر کا متقاضی ہے کہ اس کی نگہبانی کی جائے بدقسمتی سے مشن صحابہ کا پرچار کا دعویٰ وہ لوگ کر رہے ہیں جن کا نظریہ عقیدہ اور عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات کے مخالف ہے اور اُن کی مساجد اور مدارس کے نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں پر ہیں۔ ہماری کسی مسجد مدرسہ بلکہ ہمارے اپنے بچوں کے نام تک صحابہ کے ناموں پر نہیں ہیں۔ ہماری اس کمزوری سے دشمن جی بھر کے فائدہ اُٹھا رہا ہے اور پوری دُنیا میں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ تعلیمات صحابہ، افکار صحابہ کے داعی ہم ہیں اہلسنت کو تو عرسوں اور قوالیوں سے فرصت نہیں ہے، یہی حال ختم نبوت محاذ کا ہے۔

ہمارے اکابرین قائد اہلسنت علامہ الشاہ احمد نُورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ سمیت ہمارے علمائے کرام اور مشائخ عظام نے جاں گداز اور جگر سوز کاوشیں کی آبلہ پائیاں کیں مگر ہم نے اس طرف سے یکسر اپنی توجہ ہٹا کر محافلِ نعت، قوالیوں اور عرسوں پہ کر دی۔

بدمذہب اور طاغوتی طاقتیں ختم نبوت کا محاذ دُنیا کے سامنے اس انداز سے ظاہر کر رہی ہیں کہ ختم نبوت پہ بھی ہم کام کر رہے ہیں اس جمود کو ختم کرنے کے لیے قبلہ صلاح الدین سعیدی تازہ ہوا کا جھونکا بن کر سامنے آئے ہیں خدا تعالیٰ ان کو اعلیٰ مقاصد کے اندر کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین

محمد رضاء المصطفیٰ قادری خطیب گوریانوالہ (گجرات) ومدرس جامعہ قادریہ قاسمیہ ڈھوڈا شریف۔

قادیانیوں کو کافر قرار دینے میں بہاولپور کا خدمات

مسز نجمہ رحیم یار عباسی

ریاست بہاول پور کو یہ شرف حاصل ہے کہ مورخہ ۳ ذیقعد ۱۳۵۳ھ بمطابق ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو جسٹس محمد اکبر خان، ڈسٹرکٹ جج ریاست بہاول پور نے اپنے تاریخی فیصلے میں قادیانیوں کو کافر اور خارج از دائرہ اسلام قرار دیا۔

پس منظر یوں ہے کہ ریاست بہاول پور کی عدالت میں ایک مقدمہ دائر ہوا جس میں ایک عورت نے اپنے خاوند کے خلاف جو احمدی (مرزائی) ہو چکا تھا تنسیخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا۔ عدالتی شہادتوں اور کارروائی کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ مدعیہ نے یہ دعویٰ اس وجہ سے کیا کہ اس کا خاوند حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتا۔ اس لیے وہ مرتد ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کا نکاح اپنے خاوند سے برقرار نہیں رہ سکتا۔ اس مقدمے میں قادیانیوں نے اپنا تمام تر اثر ورسوخ استعمال کیا۔ مزید یہ کہ برطانوی حکومت بھی احمدیوں کی بڑی مداح تھی اور ان کی ہر ممکنہ حوصلہ افزائی کرتی تھی۔ خود امیر آف بہاول پور الحاج سر صادق محمد خان خامس عباسی پر انگریزوں کی طرف سے بڑا دباؤ تھا کہ وہ فاضل جج کو اس مقدمے کی سماعت سے باز رکھیں اور ہدایت کی جائے کہ اس مقدمے کو محض ایک عائلی تنازعہ قرار دے کر فیصلہ کر دیں اور قادیانیوں کے عقائد کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ دیں۔

اس سلسلے میں مقامی انگریز ریذیڈنٹ کے علاوہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل (Executive Council) کے رکن سر ظفر اللہ خان (مرزائی) نے بھی امیر بہاول پور سے ملاقاتیں کیں اور کوشش کی کہ نواب صاحب اس مقدمہ میں کوئی کردار

ادا کریں، لیکن نواب بہاول پور نے ان کا کوئی دباؤ قبول نہ کرتے ہوئے ایک با اصول حکمران کی حیثیت سے انہیں یہی جواب دیا کہ

''وہ عدالت کے معاملات میں کوئی دخل اندازی نہ کریں گے۔''

لیکن اس موقع پر نواب صاحب نے اپنے ذاتی اختیارات کو مصلحت کے برخلاف اپنی داخلی آزادی اور عدلیہ کی برتری کے حق میں استعمال کیا۔ جس کے اظہار کے طور پر آپ (بغیر کسی پروٹوکول کے) جسٹس محمد اکبر خاں سے ملے اور انہیں ہدایت کی کہ

''مکمل تحقیق و تفتیش کے بعد وہ برصغیر کے علماء کرام سے بھی رجوع کریں اور ان سے اس سلسلہ میں استفادہ حاصل کریں۔''

نواب صاحب نے کہا:

''جسٹس صاحب آپ منصف ہیں آپ جانتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی دشمنوں کے ساتھ بھی بے انصافی نہیں فرمائی تھی۔ میں یہاں کا بادشاہ ہوں لیکن دین کا بادشاہ نہیں، میں گناہ گار ہوں۔ دین میں دخل دینے سے ڈرتا ہوں۔ مرزائی اگر مسلمان ہیں تو میں خدا سے ڈرتا ہوں اور تمہیں بھی خدائے ذوالجلال سے ڈراتا ہوں کہ میری گردن میں لکھو کھا مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا بوجھ نہ ڈالنا۔ یہ گناہگار گردن ٹوٹ جائے گی اور اگر یہ کافر ہیں اور تم نے انہیں مسلمان قرار دیا تو میں یہ منہ کس طرح حضور خیر الانام ﷺ کو دکھاؤں گا۔ میری سرفرازی اور بربادی تمہارے ہاتھ میں ہے۔''

فاضل جج نے بھی انصاف کا حق ادا کیا اور فریقین کو حق وکالت و دلائل کے مکمل اور آزادانہ مواقع فراہم کیے۔ دونوں طرف سے علماء پیش ہوئے، مسلمانوں کی طرف سے جو معروف اور جید علماء کرام پیش ہوئے ان میں سید انور شاہ

کشمیری، شیخ الجامعہ عباسیہ مولوی غلام محمد گھوٹوی اور مفتی محمد شفیع (دارالعلوم دیوبند) قابل ذکر ہیں۔ جبکہ قادیانیوں کی طرف سے جلال الدین شمسی اور غلام احمد مجاہد شریک ہوئے۔ بحث و تمحیص کے بعد عدالت کے جج نے تاریخ کا اہم فیصلہ دیا جس کے تحت احمدیوں/مرزائیوں/قادیانیوں کو پہلی بار مرتد قرار دیا گیا اور یہ فیصلہ قادیانی مذہب کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا اور بعد میں تقریباً چالیس برس بعد ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے انہیں بنیادوں پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

حوالہ جات

۱۔ ''فیصلہ مقدمہ بہاول پور'' سید اختر حسین سرہندی جسارت پرنٹرز لاہور، ۱۹۷۳ء، صفحہ: ۱۸۱ تا ۱۸۳۔

۲۔ ''نواب آف بہاول پور کی انصاف پسندی'' پروفیسر حمید، روزنامہ خبریں، سنڈے میگزین ۷ جولائی ۱۹۹۷ء، صفحہ: ۱۵۔

3- Statements and Arguments by Religious Scholers in the Bahawalpur High Court regording Qadiani Sect. by Hafiz Muhammad Khalid Latif. Bahawalpur 1984, (First Edition 1935).

پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

اُس کی شان اور اُس کی عظمت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
مالک کل لَمْ یَزَلْ توصیف اَللّٰهُ الصَّمَدُ

اور محبوب خدا خَتْمُ الرُّسُلْ یٰسٓیں صفت
اولین و آخریں ہے نور جن کی کنیت

اُن کے لختِ جگر، گوشۂ دل شہنشاہِ زماں
نامِ نامی شاہ جماعت میر ملت بے گماں

اِس صدی کے ہیں مجدد اور محی الدین حق
صاحبِ حسنِ شریعت اور معین الدین حق

ملت اسلامیہ اور قوم کے خضرِ حیات
بانی پاک آستاں ہے آپ کی ذات وصفات

بالیقین ہیں آپ پاکستان کی روحِ رواں
جن کے صدقے میں ملا یہ خطۂ جنت نشاں

آپ نے تحریک پاکستان کو بخشا فروغ
کھول ڈالا آپ کے فتوے نے باطل کا دروغ

قائداعظم نے بھی مانا ہے تم کو پیشوا
مرحبا اے میر ملت مرحبا صد مرحبا

بچہ بچہ اس گھرانے کا ہے سردارِ جہاں
ہاشمی جاہ وحشم ہے سب کے چہرے سے عیاں

یہ حسینی اور حسنی خاندانِ ذو الکرم
اے خدا ہم کو عطا کر اِن کی اُلفت دم بہ دم

مرکزی شاخِ مدینہ ہے علی پور سیداں
علم و عرفاں، معرفت کا یہ مہکتا گلستاں

فیض باراں تا ابد قائم رہے یہ آستاں
رحمت للعالمیں محرمِ سرِّ نہاں

اظہرؔ ناچیز پر بھی ہو نگاہِ اِلتفات
اے شہِ عالی گہر، عالی نسب، عالی صفات

ظہیر الدین اظہرؔ نقشبندی جماعتی دہلوی (مرحوم)

پیش کش: سلطان بن ظہیر الدین اظہرؔ، نعیمی کتب خانہ اردو بازار لاہور

کھاریاں میں قادیانیوں کے بیت الکفر سے مینار ہٹانے اور دیگر شعائر اسلامی محفوظ کروانے کی روئیداد

مفتی محمد یونس نظامی

۱۰ر جولائی ۲۰۱۲ء تاریخِ پاکستان کا وہ سنہرا دن ہے جب پہلی دفعہ ۱۹۸۴ء کے آرڈیننس پر عمل درآمد کیا گیا اور دُنیا پر یہ واضح کیا گیا کہ اگر قادیانی مسلمان ہوتے تو اُن کی عبادت گاہ سے مسجد کے مینارے کیوں گرائے جاتے۔

کباڑی بازار کھاریاں (جس کو کبھی ثانی ربوہ کہا جاتا تھا)، میں قادیانیوں کے ''بیت الحمد'' پر چھ مینار جن کی شکل وصورت مسجد کی سی تھی تعمیر کیے گئے اور دیگر شعائر اسلامی مثلاً کلمہ طیبہ، نعت، حمد وغیرہ بھی کندہ کیے گئے تھے جو سراسر غیر آئینی اور غیر شرعی تھے۔ جس کے متعلق ۱۹۸۴ء کے آرڈیننس نے وضاحت بھی دے دی تھی لیکن قادیانیوں کی ہٹ دھرمی، شریعت محمدی سے انکار اور ملکی آئین کی غداری نے انہیں مینار ہٹانے اور شعائر اسلامی اپنے ''بیت الحمد'' سے ہٹانے سے روکے رکھا اور وہ دیدہ دلیری سے مینار اور تمام شعائر اسلامی استعمال کرتے رہے۔

تحریکِ تحفظِ اسلام پاکستان، ایک ایسی تحریک ہے جو ناموسِ رسالت ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کام کرتی ہے۔ جس کا ہر سپاہی، ہر مجاہد اپنے سینے میں عشق مصطفی ﷺ کی شمع لیے ہوئے شہادت کی منزل کا متلاشی ہے۔ ۱۵ر جون کو ''سالانہ تاجدارِ ختمِ نبوت کانفرنس'' پر جوش انداز سے ملکی سطح پر مناتی ہے۔ ۱۵ر جون ۲۰۱۲ء کو کھاریاں عیدگاہ میں کانفرنس اپنے عروج پر تھی کہ تحریک کے مرکزی امیر، قائدِ تحریک، غازی ناموسِ رسالت، جناب غازی محمد ثاقب شکیل جلالی کو خطاب کی دعوت دی گئی تو انہوں نے اپنے خطاب کے دوران یہ اعلان کیا کہ کھاریاں کباڑی بازار میں قادیانیوں کی عبادت گاہ پر میناروں اور دیگر شعائر اسلامی کا ہونا غیر شرعی

اور غیر آئینی ہے۔ جس کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لیے ہم انتظامیہ اور قادیانیوں کو ایک ماہ کی ڈیڈ لائن دیتے ہیں کہ وہ ۱۵ر جولائی ۲۰۱۲ء تک شعائر اسلامی کی توہین سے باز آ جائیں ورنہ ہمارا ہر کارکن یہ کام اپنے زور بازو سے کر دکھائے گا۔ تحریک کے ہر کارکن نے جو سندھ، سرحد، آزاد جموں و کشمیر اور جنوبی پنجاب سمیت ملک بھر سے آئے ہوئے تھے فلک شگاف نعرے لگا کر عہد کیا:

آقا تیری شان کی خاطر دل بھی حاضر جان بھی حاضر
قائد تیرا ایک اشارہ حاضر حاضر لہو ہمارا

کانفرنس سے دو دن بعد جناب سید افتخار الحسن شاہ کاظمی ایڈووکیٹ وائس چیئرمین مرکزی مجلس عاملہ TTIP کے دفتر میں تحریک کے وکلائ کے پینل سے صلاح مشورہ کر کے ایک درخواست تیار کر لی گئی۔ جس کو جناب راجہ راشد اکرم ایڈووکیٹ کی رہائش گاہ پر فائنل کر لیا گیا۔ مورخہ ۲۶ جون ۲۰۱۲ء کو قائد تحریک اور دیگر رہنماؤں اور کارکنان کے ہمراہ یہ درخواست سب سے پہلے SHO تھانہ کھاریاں صدر، جناب راجہ زاہد نعیم کو باضابطہ طور پر دی اور پھر DPO گجرات جناب راجہ بشارت کو بھی دی۔ جس کے مدعیان میں مندرجہ ذیل نام سرفہرست تھے:

۱- غازی محمد ثاقب شکیل جلالی
۲- ملک عابد حسین اعوان
۳- حافظ محمد اصغر توحیدی
۴- سید افتخار الحسن کاظمی ایڈووکیٹ
۵- چوہدری وقاص مجید

اس طرح قادیانیوں کے خلاف باقاعدہ قانونی کاروائی شروع ہو گئی۔

جب DPO گجرات کو درخواست دی گئی تو اس نے SHO تھانہ کھاریاں صدر کو ٹیلی فون پر یہ حکم دیا کہ یہ معاملہ انتہائی حساس ہے۔ اسے جلد از جلد حل کر کے رپورٹ دو اور اسے حسب معمول "کل" پر نہیں چھوڑنا۔ یہ اسلام کی عظمت کا معاملہ ہے۔ بہر حال ۲۸ر جون کو SHO تھانہ صدر کھاریاں نے قادیانیوں کو تھانہ میں بلایا اور ان سے استفسار کیا کہ انہوں نے یہ غیر آئینی اقدام کیوں کیے ہوئے ہیں تو انہوں نے حسب سابق ہٹ دھرمی سے انکار کر دیا کہ یہ غیر آئینی نہیں ہیں۔ جس پر SHO

نے انہیں کافی سمجھایا لیکن انہوں نے یہ بات نہ مانی تو فریقین کو اگلی تاریخ دے کر فارغ کر دیا گیا اور دوسرے دن وکلائ نے آ کر بحث کی۔ قادیانی گروپ میں عیسیٰ خان ساہی قادیانی اور امجد سہیل گوجرا ایڈووکیٹ سکنہ ڈوگہ نزد دولت نگر قادیانی شامل ہوئے جبکہ مسلمان فریق کی طرف سے سید افتخار الحسن شاہ ایڈووکیٹ اور جناب شاہد شفیق صاحب شامل ہوئے۔

سید افتخار الحسن کاظمی نے منہ توڑ دلائل دے کر انہیں بری طرح زچ کر دیا۔ جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ غیر آئینی اقدام کیے ہوئے ہیں۔ جس کا عیسیٰ ساہی اور امجد سہیل قادیانی کوئی جواب نہ دے سکے۔ کاظمی صاحب نے آئین کی شق 1993SCMR1718 کا حوالہ بھی دیا۔

۲ر جولائی ۲۰۱۲ء کی صبح کو قائد تحریک اور دیگر قائدین وکلاء کارکنان نے ایک درخواست DCO گجرات جناب نوازش علی کو دی۔ جس میں مطالبہ دہرایا گیا۔ جس پر DCO نے جلد از جلد کاروائی کا حکم صادر فرمایا اور SHO جناب ندیم بٹ نے نہایت احسن انداز سے تعاونکیا اور جلد کاروائی کی یقین دہانی کروائی۔

۶ر جولائی ۲۰۱۲ء کو DSP سلطان میراں سرکل کھاریاں سے ملاقات ہوئی جس میں تحریک کے کارکنان نے بھرپور شرکت کی۔ صلاح مشورے کے بعد ۱۲ر جولائی تک مہلت دے دی گئی اور DSP نے آخر میں تحریک کے جانثاران کو خطاب میں کہا کہ ہم بھی مسلمان ہیں اور نبی آخر الزماں ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ جس سے آسمان تک اس نعرے کی آوازیں گونجنے لگیں جو تحریک کی پہچان بھی ہے۔

آقا تیری شان کی خاطر دل بھی حاضر جان بھی حاضر

اسی دوران غازی ناموس رسالت غازی محمد ثاقب شکیل جلالی نے ۱۵ر جولائی کی رات کو "تحفظ شعائر اسلام اور تحفظ آئین پاکستان کانفرنس" کا اعلان بھی کر دیا۔ ملک بھر میں قرآن مجید پر حلف اٹھائے جانے لگے۔ ضلع گجرات کی ۱۱۰ر یونٹس میں باقاعدہ اجلاس منعقد ہوئے اور قرآن مجید پر کارکنان سے دوبارہ حلف لیا

گیا کہ مرجائیں گے لیکن مینار قادیانی مرکز پر نہیں چھوڑیں گے۔ جس سے فضا میں جنگِ یمامہ کے جذبہ کی لہر نظر آ رہی تھی۔

۱۰ر جولائی ۲۰۱۲ء کو دن ۴ر بجے غازی ثاقب کے ڈیرہ پر اجلاس ہوا غازی ثاقب شکیل جلالی نے کارکنان کو خوشخبری دی کہ ''اللہ رب العزت ہماری مدد بدر کی طرح کرے گا یعنی تلوار مارنے سے پہلے سر کٹ جائیں گے۔ جس سے کارکن کا حوصلہ پہلے سے دوگنا ہو گیا۔ اجلاس کے آخر پر ہر کارکن سر پر کفن باندھے، جان ہتھیلی پر رکھے باطل کو پاش پاش کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ مگر باطل میں اتنا دم خم کہاں کہ وہ یمامہ کے وارثوں، نورانی سوچوں کے پیکر جوانوں کے سامنے ٹھہر سکتا۔

۱۰ر جولائی ۲۰۱۲ء کو قائدین کی گرفتاریوں کی خبر ملی تو اجلاس میں نائبین ترتیب دیئے گئے کہ اگر غازی ثاقب اور دیگر قائدین گرفتار ہوں گے تو ان کے بعد کون کام کرے گا اور تحریک کی قیادت کرے گا اور اگر وہ بھی گرفتار ہو جاتے تو پھر کون تحریک کو چلائے گا۔ اس طرح قائدین کے نائبین ۶ر قیادتیں نامزد ہوئیں یعنی اگر پانچ قیادتوں کو بھی گرفتار کر لیا جائے تو چھٹی قیادت تحریک کو چلا کر اپنا مشن مکمل کرے گی۔ ہر ممبر نے قرآن مجید پر حلف دیا کہ اس کی جان تو جا سکتی ہے مگر وہ اپنے مشن سے بے وفائی یا بزدلی کبھی نہ کرے گا۔

۱۰ر جولائی ۲۰۱۲ء کی رات ۸ بجے کے قریب DSP سلطان میراں، AC رضوان TMO طارق ملک، SHO راجہ زاہد نعیم بھاری نفری کے ساتھ کباڑی بازار کھاریاں پہنچے۔ جن کے ساتھ کھاریاں شہر کے معززین بھی تھے۔ سب نے مل کر موقع دیکھا تو وہاں پر مینار بھی دیکھے اور دیگر شعائر اسلامی بھی تھے تو سب کی موجودگی میں DSP نے یہ حکم دیا کہ تمام شعائر اسلام اتار کر محفوظ کر لیے جائیں جس پر فوراً عمل کر دیا گیا اور انہیں محفوظ کر کے کھاریاں عیدگاہ کی اسلامک لائبریری میں محفوظ کر لیا گیا اور میناروں کو ہٹانے کا عملی مظاہرہ شروع ہو گیا۔ تمام راستے جو کباڑی بازار کو جاتے تھے انہیں مکمل طور پر بند کر دیا گیا۔ ہر راستے پر پولیس کی نفری

لگا دی گئی۔ یہاں تک کہ پریس اراکین کو بھی وہاں جانے سے روک دیا گیا اور رات بھر کی کارکردگی میں مینار ہٹا دیئے گئے۔

تحریک تحفظِ اسلام پاکستان ملک کی پہلی بن گئی جس نے قادیانی بیت الکفر سے مینار ہٹا دیئے اور تمام شعائر اسلامی ہٹا کر محفوظ کر لیے۔ یہ ایک بہت بڑی فتح ہے جو اللہ رب العزت نے غازی ناموسِ رسالت غازی محمد ثاقب شکیل جلالی صاحب کی زیرِ قیادت تحریک کے ذریعے مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ اس طرح ہوا جس طرح کہ غازی ثاقب نے ۱۰ر جولائی کو اجلاس میں فرمایا تھا کہ تلوار کا استعمال نہ کرنا پڑے گا۔ سر پہلے ہی کٹ کر گر جائے گا۔

کیا ہے تو نے وہ کام ثاقب تجھے ہمارا سلام ثاقب
ہوا ہے تیرے عمل سے راضی ضرور ربِّ سلام ثاقب
تمہاری جرأت، تمہارا جذبہ ہوا ہے مقبول ایسا واللہ
ہوئے ہیں تم سے بہت ہی خوش ہاں نبی علیہ السلام ثاقب
تمہاری تحریک کے ہیں حامی جناب غوث الوریٰ یقیناً
تمہاری تحریک کے ہیں ناصر سب اولیاء کرام ثاقب
لیا ہے باطل سے اپنا ورثہ تو وہ بھی امن و سلامتی سے
دیا ہے ''اسلام کے تحفظ'' کا خوب تم نے نظام ثاقب
تمام ساتھی، بزرگ، عالم، وکیل، تاجر، سپاہی، افسر
جو دست و بازو بنے تمہارے، ہیں قابلِ احترام ثاقب
ہیں یہ سعیدیؔ دعائیں میری حضورِ ربِّ التجائیں میری
کہ میری ملت کے نوجواں مقتدی بنیں اور امام ثاقب



خلیفۂ امیرِ ملت قائدِ کشمیر مجاہد ختم نبوت

چودھری غلام عباس رحمۃ اللہ علیہ

اسلام کا نظریۂ ختمِ نبوت اپنی نزاکت اور حساسیت کی بنا پر ہمیشہ مسلمانوں کے لیے دین و ایمان کا مسئلہ رہا ہے اور ہر دور میں اکابرین ملت نے اس نظریاتی اساس کا جان پر کھیل کر دفاع کیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جس تحریک تحفظ ختم نبوت کی بنیاد میدان یمامہ میں رکھی تھی اہل اسلام نے تاریخ کے ہر موڑ پر اس تحریک کو اپنے خون سے سینچا۔ اس تحریک میں صرف علماء و بزرگان دین ہی نہیں زندگی کے ہر شعبہ نے اپنا اپنا کردار ادا کیا جن میں تعلیمی ادارے، خانقاہیں، دبستان، سماجی شخصیات، ممبران ایوان زیریں، اراکین ایوان بالا، سیاسی راہنما، وکلا اور جج سبھی شامل ہیں۔ سربراہان مملکت میں اس خدمت کے ضمن میں پاکستان کے سربراہ ذوالفقار علی بھٹو اور آزاد کشمیر کے سربراہ خلیفہ امیر ملت قائد کشمیر چودھری غلام عباس مرحوم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آیئے آج غلام عباس مرحوم کے بارے میں تاریخ کے جھروکوں سے کچھ آگاہی پائیں۔

مرحوم و مغفور چودھری غلام عباس:

۴ فروری ۱۹۰۴ء کو جموں کے ''قادیانی لاہوری گروپ'' کے ایک پیروکار نواب خان کے گھر پیدا ہوئے آپ کی والدہ سیدزادی، صحیح العقیدہ سنی مسلمان اور امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرید و مجاز تھیں۔

والدہ نے اپنے بیٹے کو مرزائی شوہر کے ناپاک سائے سے بچانے کے لیے اپنے بھائی سید اسد اللہ شاہ ایڈووکیٹ کی صحبت میں دے دیا تاکہ اُس کی پرورش

ٹھیک اسلامی اصولوں پر ہو سکے اور وقت نے ثابت کیا کہ اُس پاکباز سیدزادی رحمۃ اللہ علیہا کا فیصلہ ٹھیک تھا۔ آپ نے ماموں کی رفاقت میں ابتدائی تعلیمی مراحل طے کیے اور چونکہ سید اسد اللہ شاہ ایک مخیر اور سماجی شخصیت تھے لہٰذا چودھری غلام عباس کی شخصیت پر اُن کا گہرا اثر پڑا اور وہ بچپن ہی میں اسلامی اقدار کا پیکر بن گئے۔

مشن ہائی سکول جموں سے پرائمری تعلیم حاصل کی اور ۱۹۲۱ء میں گورنمنٹ ہائی سکول جموں سے میٹرک کیا۔ ۱۹۲۵ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے بی اے کیا۔ شادی ہوئی اور جموں کے اسلامیہ ہائی سکول میں استاد مقرر ہوئے لیکن کچھ عرصہ بعد وکالت کا شوق لاہور لے آیا۔ ۱۹۳۱ء میں ایل۔ ایل۔ بی۔ کر لیا اور وکالت شروع کر دی۔

وکالت کے ساتھ ہی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ مسلم کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ ابتداء میں شیخ عبداللہ بھی آپ کے شریک سفر تھے جو بعد ازاں گاندھی کے فلسفہ سے متاثر ہو کر ہندو نواز اور پکے کانگریسی ہو گئے مگر آپ نظریۂ پاکستان کے طرفدار بلکہ پرچارک بنے رہے اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں شمار ہوئے۔

۱۹۴۴ء میں سولہ سترہ جون کو آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے تیرہویں سالانہ اجلاس میں خطاب کرنے کو جب قائداعظم سری نگر تشریف لائے تو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چودھری غلام عباس کو جموں سے سری نگر منتقل ہونے، یہاں وکالت کرنے اور مقامی کشمیری زبان سیکھنے کا مشورہ دیا۔

چودھری غلام عباس نے اپنی والدہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور حضرت پیر صاحب نے چودھری صاحب کی والدہ کی طرح انہیں بھی خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔

چودھری صاحب عمر بھر روزے نماز اور نقشبندی سلسلے کے وظائف کی پابندی کرتے رہے۔ آپ کے پرائیویٹ سیکریٹری بشیر احمد قریشی اپنی کتاب ''قائد کشمیر'' صفحہ

۲۵۴ پر رقمطراز ہیں۔

''آپ روزانہ صبح ۲ بجے اٹھتے نماز تہجد ادا کرتے نوافل پڑھتے اس کے بعد اوراد و وظائف خصوصاً ''حزب البحر'' پڑھتے۔ اسی کتاب میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں زندگی میں چودھری صاحب کی صرف ۲ تہجد کی نمازیں قضا ہوئیں وہ تب جب کہ آپ کا آپریشن ہوا کیونکہ آپ تہجد کے وقت بے ہوش تھے۔''

۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۸ء تک چودھری غلام عباس مرحوم حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے راہنمائی لینے کی خاطر اکثر لاہور آیا کرتے تھے چودھری غلام عباس کے دوست اللہ رکھا ساغر بھی کئی مرتبہ ہمراہی کا شرف پاتے۔ اللہ رکھا ساغر بیان کرتے ہیں:

''حضرت علامہ کو تحریک آزادی کشمیر کے سلسلے میں چودھری غلام عباس پر مکمل اعتماد تھا اور چودھری غلام عباس کی حضرت علامہ سے عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی رخصت ہوتے تو پہلے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے پھر سلام کر کے الٹے پاؤں دروازے تک جاتے تاکہ علامہ اقبال کو پیٹھ نہ ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قائدِ کشمیر کو حضرت علامہ کے روحانی اور سیاسی مرتبہ کا پورا علم تھا۔'' (قائد کشمیر صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ پرنٹنگ کارپوریشن آف فرنٹیئر لمیٹڈ)

چودھری صاحب کے اندر دینی غیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اپنے مرزائی باپ کو کبھی معاف نہ کیا کیونکہ وہ عقیدہ ختم نبوت کا باغی تھا۔ یہاں تک کہ جب وہ مرا تو آپ باوجود سری نگر میں موجود ہونے کے اس کے جنازے میں شرکت سے بچنے کی خاطر نواب بہادر یار جنگ سے ملاقات کے بہانے راول پنڈی تشریف لے گئے۔ آپ کے پیچھے اس کی آخری رسومات ادا کی گئیں اور آپ بالکل لاتعلق رہے جو آپ کی عقیدہ ختم نبوت سے غیر متزلزل وابستگی اور ایمان و یقین کی

پختگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جب آپ پنڈی سے واپس سری نگر پہنچے اور لوگوں نے جنازے میں عدم شرکت پر سوالات اٹھائے تو آپ نے فرمایا: میرے باپ نے چونکہ مرزائیت سے توبہ نہیں کی لہٰذا ایک مسلمان ہونے کے ناطے میں ان کے جنازے میں شریک نہ ہوسکتا تھا۔

مسلم کانفرنس کے ۲۲ویں سالانہ اجلاس منعقدہ میر پور مارچ ۱۹۵۳ء میں آپ نے مرزائیوں کے خلاف قرارداد بھی منظور کرائی جو آپ کے شعور ختم نبوت پر واضح دلیل ہے۔

۱۹۵۳ء میں جب پاکستان میں تحریک ختم نبوت چلی تو آپ نے پنجاب بھر میں علماء و مشائخ اہل سنت کے قدم بقدم شہر شہر، گاؤں گاؤں، نظریہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلے میں بڑے بڑے جلسوں سے خطاب فرمایا۔ ساتھ ہی آپ نے گورنر جنرل پاکستان غلام محمد اور وزیر اعظم کو اپنے ایک خط میں لکھا:

''مرزائیوں کا مسئلہ کوئی جذباتی نعرہ نہیں۔ یہ نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کے لیے ایک سنگین مسئلہ ہے۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ مفتی اعظم فلسطین جناب الحاج امین الحسینی، سعودی عرب، عراق، مصر، ایران اور پاکستان کے علماء کے علاوہ حکومت کے نمائندوں پر مشتمل کنونشن میں اس مسئلے پر مفصل بحث و تمحیص کے بعد اس کنونشن کے فیصلوں اور سفارشات کو تسلیم کیا جائے۔''

الغرض قائد کشمیر رحمۃ اللہ علیہ نے ہر سطح پر اہل اسلام کے متفقہ نظریہ ختم نبوت کے تحفظ اور فروغ کے لیے اپنی خدمات جاری رکھیں اُن کی بے لوث خدمات ہی کی برکت سے کشمیر دستور ساز اسمبلی نے آگے چل کر پاکستانی قومی اسمبلی سے بھی پہلے قادیانیوں کو مرتد قرار دے دیا تھا۔



تبصرۂ کتب   تبصرہ نگار   محمد احمد ترازی

زیرِ نظر کتاب ''تجلیاتِ ختمِ نبوت'' چند بزرگوں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ، سفیر اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، صاحبزادہ افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ چودھری غلام عباس رحمۃ اللہ علیہ، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اور خطیب پاکستان علامہ شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکروں پر مشتمل ہے۔

اِس کتاب کو ممتاز محقق، ادیب اور کالم نگار صلاح الدین سعیدی نے مرتب کیا ہے، مولف کے یہ وہ مضامین ہیں جو پاکستان کے مختلف اخبارات اور جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں۔

- باتوں سے خوشبو آئے
- نظام مصطفیٰ میں جہیز کا تصور
- بزرگانِ دین کا نعتیہ کلام (تین حصے)
- رسائل میلاد (نو حصے)
- شخصیات اسلام
- صدیق اکبر کے تاریخ ساز فیصلے
- فاروق اعظم کے تاریخ ساز فیصلے
- عثمان غنی کے تاریخ ساز فیصلے
- علی المرتضیٰ کے تاریخ ساز فیصلے

جیسی گراں قدر کتابیں سامنے آچکی ہیں۔

''تجلیات ختم نبوت'' آپ کی مندرجہ بالا کتابوں میں اِس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں تحریک ختم نبوت میں نمایاں کردار ادا کرنے والی شخصیات کو موضوع گفتگو بنایا گیا ہے اور اُن کے حوالے بہت سے نئے گوشے اور نئے پہلو سانے لائے گئے ہیں۔

جیسے علامہ سید احمد سعید کاظمی کے حوالے سے کم لوگ جانتے ہیں کہ آپ پنجاب مسلم لیگ مجلس عاملہ کے رکن تھے اور آپ نے مسلم لیگ کے صوبائی اجلاس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے سب سے پہلے قرارداد پاس کروائی۔

اسی طرح مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی کی قادیانیت کے خلاف بین

الاقوامی سرگرمیاں، مناظرے اور تحریری خدمات بھی عام افراد کے علم میں نہیں ہیں۔

قادیانی گھرانے میں جنم لینے والے آزاد کشمیر اسمبلی کے قائد اور مسلم کانفرنس کے رہنمائی چودھری غلام عباس کی زندگی کا یہ پہلو خاص توجہ طلب ہے کہ آپ امیرِ ملت پیر جماعت علی شاہ صاحب کے مرید، خلیفۂ مجاز اور مجاہد ختم نبوت تھے۔

منیر انکوائری رپورٹ کے مطابق ''پورے شہر میں تقریر کے ذریعے آگ لگانے والے'' صاحبزادہ افتخار الحسن کی خودنوشت ''زندگی'' کے منتخب حصوں کا انتخاب بھی قارئین کے لیے نئی معلومات کا باعث ہے۔

اسی طرح ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران ''صوبہ بدر خطیب'' کا لقب پانے والے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی زندگی کے بہت سے نئے گوشے ہمارے سامنے آتے ہیں۔

آج بہت سے لوگ یہ بات تو جانتے ہیں کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران ملی نغمے گا کر میڈم نور جہاں نے فوجی جوانوں کا حوصلہ بڑھایا مگر یہ بات شاید ہی کم لوگوں کے علم میں تھی کہ اس جنگ کے دوران محاذ جنگ پر جا کر پاک افواج کا مورال بلند کرنے کے لیے پرجوش تقریر کرنے اور پاک فوج کے جوانوں کا جذبہ بڑھانے والے کوئی اور نہیں علامہ شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

غرض کہ اِس قسم کی بہت سی اہم اور نئی معلومات کتاب کا حصہ ہیں، کتاب کے آخر میں مرزا اور مرزائی مرزائیت کے حوالے سے مسلم مشاہر کے تاثرات اور ختم نبوت کے حوالے سے ''منظوم حصہ'' بے اِنتہا اہمیت کے حامل ہیں۔

ابتداء میں میاں محمد سلیم حماد ہجویری کا پرمغز معلوماتی دقیق مقدمہ کتاب کے حسن میں چار چاند لگاتا ہے، عمدہ پیپر، خوبصورت ٹائٹل، پختہ جلد اور معیاری چھپائی سے مزین یہ کتاب ہر صاحب مطالعہ اور لائبریری کی لازمی ضرورت ہے۔



تاجدارِ ختمِ نبوت کانفرنس

منعقد کرنے پر

حضرت مولانا خادم حسین رضوی مدظلہ

کو

مُبارکباد

(مدیر)

ہم

حضرت علامہ سید

حامد سعید کاظمی

دامت برکاتہم العالیہ کو

بے جا قید سے رہائی پر

مبارک باد

پیش کرتے ہیں

پیر اصغر علی چشتی مکتبہ خلیلیہ

داتا دربار مارکیٹ

Quarterly
MUTALA-E-KHATAM-E-NABOWAT
Lahore
Vol.1, No.1, 2012

ہم بانی ادارہ صراط مستقیم پاکستان

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی کو

ماریشس (جنوبی افریقہ) میں

رمضان المبارک کی پُرنور ساعتوں میں

فہم دین کورس

منعقد کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب محمد فیاض وٹو جلالی

رہنما ادارہ صراط مستقیم پاکستان 0300-6217738